مطبوعات

نسیم مینا نعتیہ مجموعہ جناب راسخ عرفانی - ناشر: مکتبہ نورادب، چوک نیائیں، گوجرانوالہ
صفحات: سوا سو سے اوپر - سفید کاغذ، کتابت و طباعت پسندیدہ - مجلد قیمت - ۳۰ روپے

راسخ عرفانی ہمارے دور کے بزرگ شاعر ہیں جن سے میری راہ و رسم نیاز برسوں سے ہے - وہ جوں جوں بزرگ ہوتے گئے اُن کی شاعری جوان تر ہوتی گئی - پیش نظر مجموعۂ نعت ان کے کلام کا تیرھواں مجموعہ ہے - ان کے فن کا ایک سرا نعت اور دوسرا غزل ہے - مگر کیا مجال کہ غزل ہزار بلندیٔ خیال اور نزاکتِ آہنگ اور اشاراتِ رمزِ لطیف کے باوجود ایسا رنگ اختیار کرے کہ یہ بدگمانی ہونے لگے کہ یہ شاعر نعت گو نہیں ہو سکتا - اور نہ ان کی نعت گوئی کی سدرہ پرواز یاں ایسے فوق البشری اسلوب کی کہ کسی کو شبہ ہو کہ اس شاعر کے دماغ میں غزل پرورش نہیں پا سکتی - ایسے سچے نعت گو بہت کم ہیں جن کی غزلوں میں بھی پاکیزگی و شائستگی اتنی ہو کہ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی پڑھنی پڑے تو اُن کو کعب بن زہیر کا سا مقام ملے - ایسے ہی شاذ قسم کے شعرا میں سے ایک راسخ عرفانی ہیں - بایں سبب میں اُن کا بڑا احترام کرتا ہوں - نعتیہ مجموعہ کے لیے نام تلاش کرنا مشکل ہو گیا ہے - مگر عرفانی صاحب نے بالکل نئی طرز کا نام ڈھونڈ نکالا -

پھر یہ بھی نہیں کہ ان کی شاعری بس یونہی "فاعلاتن فاعلات" ہو، ان کے ہاں سوز و ساز آرزومندی ہے - ان کے پاس سرمایۂ شعور و احساس ہے، وہ مطالعہ و مشاہدہ رکھتے ہیں ان کے ذہنی افق پر تخیلات — قوس قزح کی رنگین دھاریوں کی طرح نظر آتے ہیں - وہ اپنے خیالات کا رشتہ بہترین الفاظ اور اسالیب سے جوڑتے ہیں - روایتی نعت سے

تو اکثر شعرا رنکل آئے ہیں، مگر راسخ صاحب اپنی جدید تر نعت گوئی میں ایک ذاتی امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ کتاب کے فلیپ پر احمد ندیم قاسمی، محشر بدایونی اور حافظ لدھیانوی کے اجمالی تاثرات کے علاوہ نعت گوئی کے جواں سال استاد جناب حفیظ تائب کی تحریر پیشوائی کے عنوان سے بطور اعتراف موجود ہے۔ اب میں اور کیا کہوں! ابتدا حمدیہ کلام سے ہوئی ہے۔ دو شعر ؎

رات کی جھیل میں جب آس کے تارے ڈوبیں مشعلِ زہد کو تنہائی کا دمساز کروں
سخن کے پھول چنیں، حمد ذوالجلال کہیں خدا کے نام کو تحریر کا جمال کہیں!

نعت کے بھی دو شعر ؎

مہرِ فاراں، مہرِ نور، خیر البشر مرکزِ خلقِ اعلیٰ، وسیع النظر
فکر پرواز سے عاجز ہے، قلم قاصر ہے کیا اندھیرے سے لکھی جائے ضیا کی تعریف

نعت میں محبت اور ادب دونوں کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے والے اس شاعر کی کاوشوں کا مطالعہ ایمان و کردار کو بلند کر دے گا۔

صَلِّ علیٰ محمدؐ نعتیہ مجموعہ از جناب خواجہ عابد نظامی۔ ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔ خوب صورت طباعت۔ جلد اور دلکش گردپوش، صفحات: ۱۶۰۔ قیمت: ۳۹/ روپے

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر میں حیران ہوں کہ اس نے دنیائے شعر میں ہمارے یہاں نعت کا باب ایسے کھولا ہے کہ صفِ اول کے نعت نگاروں کے علاوہ، صف دوم کے اچھا لکھنے والوں کی بھی بڑی کثرت ہے۔ اور نہ صرف تمام رسائل میں ذکرِ نبیؐ کا دور چل رہا ہے بلکہ مسلسل قابلِ قدر مجموعے شائع ہو رہے ہیں۔

اب سامنے مجموعہ عابد نظامی صاحب کا ہے جو مدت سے میرے عزیز دوست ہیں۔ کئی سال سے عابد صاحب شعر و شاعری کرتے رہے ہیں۔ جس میں ہمیشہ نعت اور ملی نغموں کا غلبہ رہا ہے۔ مدت سے وہ نعتیہ مشاعروں میں بلوائے جاتے ہیں۔ اور ان کا کلام ضیائے حرم اور دوسرے رسائل میں شائع ہوتا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا ایک شاندار مجموعہ "صلّ علیٰ محمدؐ" ہے۔ نام تلاش کرنے کی منزل کو عابد صاحب نے بھی خوب سر کیا ہے، احمد ندیم قاسمی، حفیظ تائب،

طالب ہاشمی، پروفیسر محمد منور، مولینا طاہر القادری، جسٹس پیر کرم شاہ ازہری کی حقیقت نما آرا کے علاوہ جناب عبدالمتین عارف کا مختصر مقدمہ مجموعہ کی قدر و قیمت کی بدیہی شہادتیں ہیں۔ ان اکابر نے ہمارے کہنے کے لیے تو کوئی بات چھوڑی ہی نہیں۔ ہم تو صرف آمین ہی کہہ سکتے ہیں۔ البتہ عابد صاحب کے دو نعتیہ شعر عرض ہیں:

اُس سرزمینِ نور کی اللہ رے عظمتیں — اُس سرزمیں کے ذروں ہیں شمس و قمر ملے

ہے سوا نیزے پہ خورشیدِ بلا — چاہتے ہیں سایۂ دیوار ہم

ملاقاتیں از رفیق ڈوگر۔ ناشر: دید شنید پبلیکیشنز، ۱۱۹ استلج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور۔ صفحات ڈیڑھ سو کے قریب۔ کاغذ اور طباعتی معیار بہت اچھا۔
قیمت مجلد ۸۰/- روپے۔

رفیق ڈوگر ان نوجوان ذہین صحافیوں میں سے ہیں جن کی سوچ سچا را اور را دبی و صحافتی نقش و نگار میں خیر کے غلبے کی اُمید رہتی ہے۔ مولینا مودودیؒ سے ان کا ربط محض ایک پیشہ ور صحافی کی حیثیت سے نہ تھا۔ بلکہ محبت کی کرن بھی ان کے دل میں موجود تھی اور ہے۔ اس حقیقت کی گواہی یہ کتاب "ملاقاتیں" دیتی ہے۔ مولینا کے متعلق بہت لوگوں نے مختلف انداز اور سطح کی چیزیں لکھیں۔ ڈوگر صاحب کا مواد اور اسلوب سب سے الگ ہے۔

بڑے لوگوں، خصوصاً دینی مقام رکھنے والوں کے متعلق چھوٹی چھوٹی روزمرہ کی باتوں کی رپورٹنگ اگرچہ مزاحمت دیتی ہے اور اگر طباعت میں ایسی چیزیں لائی جائیں تو بہت بکتی ہیں، مگر ہر چیز کو "مارکیٹ" کے لحاظ سے نہیں لینا چاہیے۔ بعض چھوٹی باتوں کی رپورٹنگ غلط بھی ہو سکتی ہے، آدمی کے فہم مقصد میں کوتاہی بھی ہو سکتی ہے۔ ایک شخص بے تکلفانہ تفریحی انداز میں بہت سی باتیں بطور لطیفہ (میں یہ لفظ اپنے اصل معنوں میں استعمال کر رہا ہوں) کہہ جاتا ہے اور وہ توقع نہیں رکھتا کہ اس کو ریکارڈ کیا جائے گا۔

کیونکہ ریکارڈ کرنے کی صورت میں پورا ماحول اور مقصد ریکارڈ میں نہیں آسکتا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کسی اہم "شخصیت" کو بہت زیادہ قریب سے مسلسل جاننے والے چند افراد کے لیے بھی یہ بہت نازک ذمہ داری ہوگی۔ چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کرتے ہوئے نادانستہ طور پر ہم ایک شخصیت کی تصویر کھینچ رہے ہوتے ہیں۔ اس تصویر کا اگر کوئی جز بھی خلافِ حقیقت بن جائے تو گویا قرض ادا نہ ہوا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اہم شخصیتوں سے اگر چھوٹی موٹی کوئی بات غیر محتاط قسم کی سرزد بھی ہو جائے تو اس کو آگے نہیں چلانا چاہیے، خصوصاً اس صورت میں جب کہ اس شخصیت کی شروع کردہ کوئی تحریک و تنظیم آگے چل رہی ہو۔ مثلاً عام سی مجلس میں ضیاء الحق اور بھٹو کے متعلق مولینا کی سرسری باتیں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کے بیانات کو اصل اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں مجذوب صوفیا کی بہت سی باتوں کو "شطحیات" کہہ کر خارج از بحث کر دیا جاتا رہا ہے[1]۔

---

[1] ایک مثال یہ دیکھیے کہ تصویر کریزی کے عنوان سے جو رپورتاژ ہے اس میں بات کے ایک فریق محمد فاروق صاحب ہیں، دوسری طرف معاملہ مولینا سے ہے۔ پوری بات پڑھ کر سارے معاملے میں کچا پن محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح کراچی کے فلم میکر کا قصہ ایک فلمی ایکٹر کا سامنے آتا ہے۔ ایک سنجیدہ شخصیت ان قصوں کی لپیٹ میں آکر کسی قدر بدلے ہوئے خدوخال میں دکھائی دیتی ہے۔ مولینا کے شخصیت نگار کو شخصیت کی فوٹوگرافی (بلکہ مصوری) بڑی احتیاط سے کرنی چاہیے۔ اور آس پاس اُڑنے والے غبار کو اس کے چہرے کا جزو نہیں بنا دینا چاہیے۔

اسی طرح مولانا کا یہ پرائیویٹ ریمارک کہ "یہ تو کتابیں بیچ کے کھانے والے ہیں" برسرِعام آکر اچھا نہیں لگتا۔ ص ۷۶ کے وسط سے ۷۷ کے وسط تک کی باتیں اُڑتے ہوئے تنکوں کی طرح ہیں۔ ان کا مولینا سے کیا تعلق۔ ص ۸۴ پر اخباری طرز کی سرخی ہے کہ "مولینا ریس کھیلنے کے لیے رقم دیتے رہے" (حالانکہ بات صرف اتنی تھی کہ بٹ صاحب کی گفتگو سے پیدا ہونے والے اس شبہے کے باوجود مولینا سائل کے متعلق اپنے علم کی بنیاد پر مدد دیتے رہے۔

بہت سے اصحاب اس امر کے گواہ ہیں کہ مولینا بطور تفنن کئی باتیں کہہ کر ساتھ فرماتے کہ یہ پولیس کے لیے نہیں ہے۔

میں ڈوگر صاحب کے لیے بہت محبت بھرا احترام رکھتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ سچ ضرور بولنا چاہیے، مگر ضروری نہیں ہوتا کہ ہر سچ کو لازماً بولا جائے۔ مثلاً یہ کہ کسی نے تھوکا ہو تو اس کے تھوکنے کا ذکر کرنا کوئی فرض تو نہیں۔ یا چھینک یا جمائی آئی ہو تو اسے ریکارڈ پر لانا کوئی لازم تو نہیں۔

اس معاملے میں میں کسی چیز کی خاص طور پر نشان دہی کرنا مناسب اور ضروری نہیں سمجھتا۔ بات صرف سوچ بچار کی ہے۔ اعتراض بھی مطلوب نہیں۔

ہاں مجھے بعض مقامات کے بارے میں سخت اختلاف ہے کہ جس طرح (ریکارڈ) سامنے آیا ہے، اس طرح ہرگز امرِ واقعہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ملاقاتیں کی روایت کے بموجب بشیر بٹ صاحب کو مولانا کہتے ہیں:۔

"تو انہیں (یعنی ٹائلوں کو) اٹھوا کر پیچھے رکھواؤ ناں" — "اندر والے غسل خانے پر بھی چھت ڈلوا دو" — "یہ چھت اُتروا دو" — "ٹائلیں لگوا دو" (ص ۹)۔ "یہ کیا کر رہے ہو" (ص ۶۶)

دراصل یہ انداز خود رفیق ڈوگر صاحب کا ہے۔ مثلاً وہ اسی موقع پر کہتے ہیں: "صفدر باہر نکل گیا" "بشیر بٹ اندر آیا" — "چودھری ظہور الٰہی مولینا سے ملنے آیا" (ص ۱۸)۔ "وہ (حسن ترابی) ہم کا صیغہ استعمال کر رہا تھا" (ص ۶۵)۔ "وہ (ابروہی) انحراف کر رہا ہے" (ص ۷۱) وغیرہ۔

اہل زبان اور دلی یوپی کی تہذیب کے پروردہ خاندانوں کے لوگ (خصوصاً جب کہ وہ صاحب علم و ادب ہوں) دوسروں کو تُو اور تم سے مخاطب نہیں کرتے اور نہ صیغہ واحد غائب میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ "وہ آیا، گیا، اٹھا، بیٹھا"۔ ہم لوگوں پہ تو دارالاسلام کے زمانے میں مولینا کی تربیت کا اثر یہ پڑا کہ ہم سب کے سب ایک دوسرے کو "فلاں صاحب" کہہ کے پکارتے تھے اور اب تک یہ روایت قائم ہے۔

مولینا نے کسی بہت ہی کم عمر اور نجی و ذاتی ملازم کے لیے تو یہ بے تکلفانہ اندازِ خطاب اختیار کیا کہ "یہ کام کرو، نہ کرو، شہر جاؤ، سودا لاؤ" وغیرہ۔ لیکن جماعت کے ساتھیوں اور

دفتری کارکنوں کو کبھی صیغہ جمع اور لفظ "صاحب" کے استعمال کے بغیر خطاب نہیں کیا۔ "ملاقاتیں" گویا ہمارے رسول کے تجربے کے خلاف پہلی شہادت ہے مگر ہے واحد واحد ہی نہیں اتنی پُر تضاد بھی کہ ایک جگہ صیغہ واحد اور جمع دونوں اکٹھے کر دیے گئے ہیں۔ مولینا کا قول لکھا ہے کہ "پریشان نہ ہوں، لمپ بجھا دو" کیا کھچڑی ہے!

ص ۳۲ پر جناب چراغ دین صاحب کو ترجمان القرآن کا مدیر لکھا گیا ہے، حالانکہ ان کے سر برسوں انتظامی ذمہ داری رہی۔ ص ۵۰ پر یہ فقرہ مناسب نہیں کہ "ارکان کی کافی جمعیت دعوت میں مدعو تھی"۔ ہونا چاہیے "خاصی جمعیت"۔

لیکن ان چند باتوں کو سامنے رکھنے کا مقصد قارئین یہ نہ سمجھیں کہ "ملاقاتیں" کی قدر و قیمت کچھ کم ہے۔ رفیق ڈوگر نہ صرف مخلص صحافی ہیں، بلکہ جو صحافی ادب کے دائرے میں کام کر رہے ہیں، اُن میں سے ایک ہیں۔ رفیق ڈوگر نے خاص طور پر مولینا کی بعض اہم ملاقاتوں کا ذکر کر کے کتنے ہی حقائق کو سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے ارکان، مولانا ابوالحسن علی، ڈاکٹر حسن ترابی، ڈاکٹر دوالیبی، ڈاکٹر عمر عودہ، محمد قطب، آیت اللہ خمینی کے فرستادگان، امام حرم اور خطیب حرم کی براہ راست مولینا سے ملاقاتوں کی مختصر رپورٹیں رفیق ڈوگر نے بہم پہنچائی ہیں اور ضمناً بہت سی دوسری شخصیتوں کا مولینا کے حوالے سے ذکر ہوا۔ کتاب کا تعلق زیادہ تر مولینا کے آخری دور سے ہے۔

یہ کتاب تذکرہ مودودیؒ کے سلسلے میں اہم اضافہ ہے۔

TOWARDS AN INTEREST-FREE ISLAMIC BANKING SYSTEM	تالیف: وقار مسعود خان، ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔

ناشر: دی اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر، بہ اشتراک دی انٹرنیشنل ایسوسی ایشن فار اسلامک اکنامکس، اسلام آباد۔ مطبوعہ WILSHIRE صفحات: ۱۲۶۔ قیمت: نامعلوم

نہایت خوبصورت معیار طباعت اور آرٹ کارڈ کے دیدہ زیب سرورق کے ساتھ ایک ایسی علمی کتاب ہمارے سامنے ہے جس کا تعلق عالم اسلام اور تحریکات اسلامی کی عملی حرکات

سے ہے۔ اسلامی تحریکات ہی کا یہ غلبہ ہے کہ اس دور میں غیر سودی بنک کاری پر پہلے نظری بحثیں شروع ہوئیں اور پھر عملی تجربات کا بھی آغاز ہو گیا۔ اب یہ دونوں کام پہلو بہ پہلو جا رہے ہیں۔

فاضل مؤلف وقار مسعود خاں صاحب نے مندرجہ بالا موضوع ہی پر پاکستان یونیورسٹی کے تحت پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ مرتب کیا جو کتابی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ میں نے اس کتاب کا آدھے سے زیادہ حصہ جب پڑھ لیا تو پہلی بات تو یہ محسوس کی کہ اس موضوع پر اب تک جو کام ہو چکا ہے اس کو سمیٹ کر ڈاکٹر صاحب نے اپنا خاکۂ فکر مرتب کیا ہے۔ دوسری بات میرے ذہن میں یہ آئی کہ اس کتاب کے مباحث کی اہمیت ایسی ہے کہ رسمی قسم کے جو چند سطری تبصرے ہمارے ہاں شائع ہوتے ہیں اُن سے کام نہ چلے گا۔ کاش کہ اس کتاب سے متعلق ایک مقالہ لکھا جا سکتا۔ مگر کم سے کم صورت یہ ہے کہ چند نکات و اشارات پر کبھی بحث و نظر کے عنوان سے گفتگو کی جائے۔ خدا خاص مدد کرے کبھی یہ چھوٹی سی مہم سر ہو سکتی ہے۔ ورنہ کتابیں اور مقالے اور مباحث مرتب کرنے کے کتنے ہی منصوبے خواب لمحے پریشان بن چکے۔

اس وقت میں اجمالاً یہی کہوں گا کہ باوجودیکہ تفصیلات میں مقاماتِ اختلاف آتے ہیں، اگر بنیادی نقطۂ نظر صحت مندانہ ہے اور کاوش ایسی ہے کہ بلاسود اسلامی بنک کاری کے موضوع پر جسے بھی کوئی کام کرنا ہو اس کے لیے اس چھوٹی سی کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

مقتدرہ قومی زبان کا کام | یہ ادارہ جناب ڈاکٹر عبدالوحید قریشی کی صدارت میں زور شور سے چل رہا ہے۔ پتہ: مکان نمبر ۱ گلی نمبر ۳۲، سیکٹر الیف ۱/۸ اسلام آباد۔ سرکاری اور تعلیمی اور قومی حلقوں میں اُردو زبان کے نفوذ اور فروغ کے لیے ایک طرف اُردو نامہ کے ذریعے تحقیق و تفہیم کی خدمت انجام پا رہی ہے۔ نیز اصطلاح سازی اور ترجمہ کاری کے میدانوں میں فتوحات حاصل کی جا رہی ہیں۔ دوسری طرف اپنی بڑی بڑی علمی مطبوعات کے علاوہ عام تعلیم یافتہ طبقوں کو مقصد کی طرف متوجہ کرنے کے لیے بہت خوبصورت پیرائے میں مفید

مقالات شائع کیے گئے ہیں - فہرست ملاحظہ ہو:

۱- قومی زبان کے بارے میں چند انٹرویو (حصہ اوّل) ۲- قطر میں اُردو
۳- مجلس زبان دفتری پنجاب ۴- ہند سے اور اُن کی تاریخ -
۵- پاکستان میں نفاذِ اُردو کی داستان ۶- مغربی ممالک میں ترجمے کے قومی اور
عالمی مراکز ۷- قومی زبان اور دیگر پاکستانی زبانیں - ۸- مقتدرہ قومی زبان
اور آئندہ منصوبے -

یہ سارے مقالات اصحابِ علم و مطالعہ کے لکھے ہوئے ہیں - اور پمفلٹوں کی صورت میں سامنے ہیں - اس قسم کے اور بھی بہت سے پمفلٹ شائع کیے جا چکے ہیں - ان کو پڑھ کر معلومات بھی ملتی ہیں اور فکر میں حرکت بھی آتی ہے -

ہماری اُلجھن صرف ایک ہے — یہ کہ جس طرح نفاذِ اسلام کی تحریک کا راستہ لادینیت روکتی ہے - اسی طرح نفاذِ اُردو کے لیے ہزار کارنامے انجام پاتے رہیں، ابھی انگریزی اس کی گردن پر سوار ہے - اور اس کی رگِ جان کو چٹکی میں لیے ہوئے ہے - آقاؤں اور عامیوں کے اسکول اور ذریعۂ تعلیم الگ الگ ہیں - ؏

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں!

منارۂ اسلام از: رانا محمد رفیق ایم اے ایل ایل بی - ناشر: پاکستان اکیڈمی اردو بی سنٹر، تالپور روڈ، کراچی - قیمت -/۲۵ روپے

یہ کتاب ہے تو مختصر مگر مضامین کے تنوع کو دیکھیں تو حیران کن ہے - رانا صاحب نے غالباً اس جذبے سے لکھی ہے کہ پڑھنے والے کو وہ ایک نظر میں اسلام کی سیر کرا دیں - پہلے حضورؐ کی سیرت اور سنّت کا بیان ہے، پھر قرآن کے مکمل ضابطۂ حیات ہونے پر اظہارِ خیال، پھر سابق الہامی کتابوں پر ایک نظر، پھر قرآن کا معاشی نظام، پھر اسلامی سیاسی نظام، پھر اخلاقی نظام، عائلی نظام، قانونی نظام، تعزیراتی نظام، پھر قرآنِ پاک کی صفات، قرآنِ مجید کی اہمیت، اعجازِ قرآن اور

قرآن مجید اغیار کی نظر میں، پھر اسلام اور نظریہ پاکستان اور نظریہ توارث ۔ سوا دو سو صفحات کے کوزے میں مباحث کا اتنا سمندر انڈیل دینا تحیر انگیز ہے۔

(ایک مدت سے جمع ہونے والے پمفلٹوں وغیرہ کا اجمالی تذکرہ)

الحمد جیبی سائز میں مظفر وارثی کے دلکش حمدیہ کلام کا انتخاب ۔ ناشر: فاروق کمپوسٹ فرٹیلائزر کارپوریشن لمیٹڈ ۔ نیو کراچی۔

ایمان کے تقاضے از عبدالمجید بلوچ، کوٹلہ لودھیاں، ڈیرہ اسماعیل خاں ۔ ۸ صفحات قیمت درج نہیں۔

ادارۂ خیر و فلاح کی پمفلٹ چند دردمند نوجوانوں نے یہ ادارہ افکار اسلامی کی اشاعت کے لیے بنایا ہے اور بلا تعصب ہر دائرہ کے لکھنے والوں کی تعمیری تحریریں پمفلٹوں میں شائع کر رہے ہیں ۔ اس وقت چھ پمفلٹ سامنے ہیں ۔ (۱) ایمان اور اطاعت (۲) فریضۂ بندگی (۳) الصلوٰۃ ۔ (۴) روزہ ۔ (۵) مسلمانوں کا زوال کیوں؟ ۔ (۶) یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے ۔ مفت تقسیم ۔ پتہ: بلاک نمبر ۱۳ ۔ فیڈرل بی ایریا کراچی۔

اسحاب ۓ دین لائبریری سیالکوٹ کے پمفلٹ یہ ادارہ بھی تبلیغی اغراض سے پمفلٹ شائع کرتا ہے ۔ موصولہ پمفلٹ: (۱) عظمتِ مصطفیٰؐ ۔ (۲) یوم آزادی کا تحفہ ۔ (۳) دردمندانہ گذارش ۔ (۴) اسلامِ خالص کیا ہے؟ ۔ (۵) شریعتِ اسلامیہ پاکستان میں ۔ (۶) نماز اور روزہ ۔ مسجد ضلع کچہری سیالکوٹ کا پتہ استعمال کریں (مفت تقسیم)

غازی عبدالصمد سراج الدین کے پمفلٹ پتہ: رحمٰن بلڈنگ، سولجر بازار کراچی ۳۔ موصولہ پمفلٹ: (۱) ہمارا نصب العین غلبۂ اسلام ۔ (۲) اسلام کا سپاہیانہ نظام ۔ (۳) علامہ المشرقی اور خاکسار تحریک ۔ خاکساری طرزِ فکر اور خاکساری اسلوب بیان۔

اسلامی مشن کے پمفلٹ اسلامی مشن سنت نگر لاہور کے موصولہ پمفلٹ حسب ذیل ہیں (۱) بے مثل نبیؐ

(۲) مسیحی عقائد اور محبوبِ خدا (دونوں کا تعلق ردِّ مسیحیت سے ہے)۔ (۳) ہندوستان کی لادینیت کی حقیقت۔

ادارہ علم و عمل | دو پمفلٹ سامنے ہیں: (۱) صدقہ کی فضیلت۔ (۲) تقویٰ۔ قیمت درج نہیں۔ پتہ: شاہ لطیف گیٹ۔ ٹنڈو آدم۔

شیعہ حضرات جنت نہ کریں | تخریر: محمد انور قریشی۔ ناشر: انجمن خدام اسلام پاکستان ماڈل شپ لاہور۔ (دس سال میں بیس لاکھ کتابچے مفت تقسیم کیے)۔

نفاذِ شریعت کا صحیح طریق کار | مجلس عاملہ جماعت اسلامی منعقدہ (اگست ۸۵) کی قرار دادیں بہ سلسلہ نفاذ شریعت۔ ناشر: مکتبہ منصورہ۔ ملتان روڈ۔ لاہور ۱۸۔

چند اہم گذارشات | از محمد شریف قاضی، شعبہ دعوتِ اسلامی پاکستان، مقام و ڈاکخانہ بھنڈگراں، ضلع گجرات۔ خلاصہ یہ کہ قرآن اور فہمِ قرآن کو عام کرنے کی تجاویز کے ساتھ بھنڈگراں میں تعلیم القرآن کی کلاسوں کے اجراء اور مستقل قرآنی مرکز کے قیام میں دعوتِ تعاون۔

سندھ نیشنل اکیڈمی حیدر آباد | از محمد موسیٰ بھٹو۔ سندھ میں لادینی نظریات، غیر ملکی مداخلت اور سندھی نیشنلزم کی تحریک کے متعلق اربابِ علم و دانش کی آراء اور تعمیری کام کرنے کی شدید ضرورت کا اظہار۔

تعارفِ قادیانیت | از جناب محمد یوسف لدھیانوی۔ ناشر: مجلس تحفظِ ختم نبوت، نسیم منزل، ریلوے روڈ، ننکانہ صاحب، ضلع شیخوپورہ۔ ڈیڑھ روپے کے پوسٹل ٹکٹ بھجوا کر طلب کریں۔ قادیانیت کے متعلق متعدد اہم سوالات پر بحث۔

اظہارِ حقیقت | از حکیم ہاشمی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۵۰، حیدر آباد، سندھ۔ بات تو کچھ بدعت وغیرہ کے موضوع پر ہے، مگر انداز مناظرانہ ہے۔

خاتمہ بدوا...... | پمفلٹ شائع کردہ مجلس دعوتِ اسلامی، حلقہ خواتین، فیصل آباد۔ اس کا مضمون ترجمان القرآن سے ماخوذ ہے۔

عورت اور پردہ | از محمد نواز صاحب، رحیم یار خان۔ ناشر: حلقہ خواتین پاکستان۔ سیالکوٹ